جناب محمد اشرف قریشی

پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظو، تم کہاں ہو؟

نظریہ کسی بھی مملکت اور قوم کی عمارت کا وہ بنیادی ستون ہے جس کے سہارے کوئی قوم یا مملکت تشکیل پاتی ہے۔ جیسا نظریہ ہوتا ہے، ایسی ہی عمارت تعمیر ہوتی ہے نظریہ غلط بھی ہوتا ہے صحیح بھی، تخریبی بھی تعمیری بھی، نظریات بنیادی طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک آفاقی نظریہ یعنی اللہ کا بیان اور تشکیل کردہ اور دوسرا خود ساختہ نظریہ، یعنی انسان کا وضع کردہ۔ نظریہ قوموں کی زندگی میں روحِ عمل کی حیثیت رکھتا ہے کسی قوم کی جب بھی اپنے نظریے سے وابستگی میں یا اس کی سچائی پر یقین میں کمزوری واقع ہوئی ہے، تو وہ قوم ہمیشہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی ہے اور بالآخر مختلف قسم کے عوارض اور مشکلات نے اس کے گرد گھیرا تنگ کرکے ایسی کیفیت پیدا کر دی ہے کہ ہردم یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ مملکت یا قوم کی عمارت اب گری کہ جب گری۔ نظریاتی طور پر شکستہ قوم ترقی کی منازل طے کر سکتی ہے نہ ہی باطل قوتوں کے مقابل اپنا دفاع، لیکن المیہ یہ ہے کہ نظریاتی سرحدوں سے زیادہ جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کو قابلِ توجہ سمجھا گیا ہے۔ پاکستان کے کل بجٹ کا پچیس فیصد سے زائد دفاع پر خرچ کیا جائے گا، جو اس بات کا غماض ہے کہ ہمارے یہاں نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پر کتنی توجہ مرکوز ہے۔

سب جانتے ہیں کہ مملکتِ روس کی عمارت کمیونزم، ایک خود ساختہ نظریہ پر کھڑی تھی جب وہاں کی عوام کی اپنے نظریے سے وابستگی میں کمزوری اور اس کی سچائی پر یقین متزلزل ہوا تو پلک جھپکتے میں ہی مملکتِ روس کی پر شکوہ فلک بوس عمارت ٹوٹ کر بکھر گئی، نہ تو کسی ملک کی فوجوں نے روس کی جغرافیائی سرحدوں پر حملہ کیا تھا اور نہ ہی اس کے پاس افواج یا اسلحہ کی کوئی کمی واقع ہوئی تھی۔ یہاں اس بات کو قطعاً، نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ روسی عوام کی اپنے نظریئے سے وابستگی میں کمزوری پیدا کرنے میں افغان جہاد کا بہت بڑا دخل ہے کہ اس محاذ سے روس کی معیشت کا ستون پہلے ہی بیٹھ رہا تھا۔

افسوس کہ آج بھی اہلحدیث نوجوانوں کی ایک فعال تعداد کو مس گائیڈ کرکے جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے لے جایا جارہا ہے۔

انسانی ذہن کے وضع کردہ نظام ہائے زندگی ریت کے گھروندے سے زائد پائیدار حیثیت نہیں

رکھتے' جلد یا بدیر ان کا مقدر ڈھے جانا بلکہ معاشروں کو مزید منتشر اور شکستہ کرنا ہے ۔ **ہاں مگر یہ** خودساختہ نظام ہائے زندگی یا نظریات ایک وقت میں بڑے ہی کامیاب اور پرکشش دکھائی دیتے ہیں اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہماری کامیابی اسی نظام کو اپنانے میں ہے' لیکن کچھ ہی عرصے بعد اس کا فطرت سے دور' غیر حقیقی اور غیر سائنٹیفک ہونا واضح ہوجاتا ہے اور یہ نظام معمولی سی آزمائش یا بادِ مخالف کے ہلکے سے جھونکے سے ہی زمین بوس ہوجاتا ہے ۔

جبکہ اسلام کے مبنی برحق اور زندگی کی حقیقتوں سے قریب تر نظامِ حیات کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اسے بادِ مخالف کی فضا نے ہمیشہ اونچا ہی اڑایا ہے' بلکہ اس نظام اور نظریہ میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کو جتنا دبانے اور مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے' یہ اتنا ہی ابھر کر سامنے آتا ہے۔

بقولِ شاعر؎

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے

خود ساختہ نظریات کے حوالے سے یہ تجسس بہرحال برقرار رہتا ہے کہ ایک خود ساختہ اور غیر فطری نظام تھوڑے وقت کے لئے بھی کیوں کامیاب اور پرکشش نظر آتا ہے؟ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جب یہ خود ساختہ نظریہ پروپیگنڈے کے زور پر قبولِ عام کا درجہ حاصل کرتا ہے تو لوگ اس کے لئے قربانیاں دینے پر آمادہ ہوجاتے ہیں' دوسرا یہ کہ باطل نظام اور نظریہ وضع کرنے والے دماغ کچھ پہلو اور اقدار اسلام کے آفاقی اور سچے نظریئے سے مستعار بھی لے لیتے ہیں مگر اس میں روح خودساختہ سوچ پر ہی مبنی ہوتی ہے' چنانچہ ایسا انسان کا وضع کردہ نظام کچھ عرصے ہی چل پاتا ہے اور پھر آپ اپنی موت مرجاتا ہے' آج بھی جن ممالک میں خود ساختہ باطل نظام رائج ہیں' ان کی برقراری کی محض یہ ہی وجوہات ہیں' ایک یہ کہ وہ قربانی کا مظاہرہ کررہے ہیں' دوسرا وہ نظامِ اسلام کے چند زریں پہلوؤں کو اپنائے ہوئے ہیں لیکن جب کبھی دینِ اسلام کے سچے پیروکار ان خودساختہ نظاموں سے ٹکرائیں گے تو ان کا مقدر پاش پاش ہوجانا ہے "جاء الحقّ وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا"

نظریاتی اہمیت کا بیان کچھ طویل ہورہا ہے' لہٰذا ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں کہ ان خودساختہ نظاموں یا نظریات کے برعکس مملکتِ پاکستان کی عمارت اسلام کے آفاقی نظریہ پر رکھی گئی ہے' جس کے ماخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ماتمسکتم بھما کتاب اللہ و سنّت رسولہٖ" کے مطابق صرف دو ہیں' ایک اللہ کے احکامات پر مبنی کتاب اللہ' اور دوسرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر مبنی احادیثِ رسول اللہ۔

.... لہٰذا پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اور نگہبانی کی ذمہ داری وہی لوگ ادا کرسکتے ہیں جو قرآن وسنت کے سوا کسی تیسری چیز سے اپنی نسبت نہ رکھتے ہوں' جو اپنے نظامِ حیات کے رہنما اصول یا تو اللہ کے قرآن سے لیتے ہوں یا نبیؐ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دیکھتے ہوں' نہ تو انہیں کسی پیر' ولی' امام اور غوث کے فرامین کی حاجت ہو اور نہ ان کی تحقیق ان کے لئے حرفِ آخر ہو' ایسے لوگ قرآن و حدیث کے ماننے والوں اور اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانے والوں کے سوا کون ہوسکتے ہیں؟ کل بھی انہوں نے اسلام کی نظریاتی سرحدوں کی محافظت کی ہے اور آج بھی انہی سے تقاضا ہے۔

پاکستان کی نظریاتی سرحدیں قرآن وحدیث کے شیدائیوں' کتاب و سنت کے علمبرداروں' توحید و رسالت کے پروانوں اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے حقیقی محافظوں کو پکار رہی ہیں اور پوچھ رہی ہیں

کہ تم کہاں ہو؟ .... آج مجھ پر (میرے اسلامی لیبل تلے) مغربی جمہوری نظریات کی حامل حکومتوں کی عمارتیں کھڑی ہو رہی ہیں' فوجی آمر بھی میرے ہی نام سے اس مملکت پر اپنی حکومتوں کے تاج محل بنواتے رہے ہیں اور بہت سے مذہبی گروہوں نے بھی چالاکی سے میرا ہی لیبل چرا لیا ہے' لیکن یہ بھی اماموں کی فقہوں کی عمارتیں تعمیر کرنا چاہتے ہیں'...... ایک تم ہی تو تھے جو میری حفاظت کے ساتھ ساتھ میری روح کے مطابق اس وطن کی تعمیر کر سکتے تھے' میں تمہیں بڑا ڈھونڈتا ہوں' بہت تلاش کرتا ہوں مگر تم مجھے نظر نہیں آتے...... آخر تم کہاں ہو......؟

ان نظریاتی سرحدوں کو کیا معلوم کہ ان کے محافظ اپنے فرائض اور منصب سے غافل ہو گئے ہیں' وہ دوسروں سے نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کی توقعات لگائے بیٹھے ہیں ، نظریاتی سرحدوں سے زیادہ جغرافیائی سرحدوں کو اہم سمجھنے لگے ہیں اور نظریاتی سرحدوں کا دفاع نئے نئے فوجی (اباندیشہ)

انگیزی میں غرق ہیں' ان کا مطمع نظر محض دو بالشت کا پیٹ ہے' ان کی سوچیں "میں اور بس میں" سے آگے نہیں جاتیں۔ زندگی کا ایک نکاتی منشور اور نصب العین ہے کہ میری دنیا سنور جائے' میں امیر ہو جاؤں'

غلبہ دین کے نتیجے پر پہنچے بغیر اپنی جدوجہد کو لپیٹ کر کسی دوسری جغرافیائی سرحد کے تحفظ کے لئے جانا محض لڑائی کا جنون اور قتال برائے قتال تو کہلا سکتا ہے مگر جہاد فی سبیل اللہ نہیں۔

میرے پاس دنیا کی تمام آسائشات ہوں' میں اپنے ماحول اور برادری میں ممتاز اور منفرد نظر آؤں' لوگ مجھے رشک کی نگاہ سے دیکھیں' مجھ سے اور میرے گھر

نظریاتی اعتبار سے شکستہ قوم ترقی کی منازل طے کر سکتی ہے نہ مخالف قوتوں کے مقابل اپنا دفاع' لیکن المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کو نظریاتی سرحدوں سے زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔

بنانے کو سمجھے ہوئے ہیں۔

اے کاش! کہ یہ اپنے منصب کو جانتے اور پہچانتے کہ اللہ نے انہیں کیا ذمہ داری سونپی ہے۔ قوموں کی امامت کا منصب دے کر بطور ریل گاڑی کے اگلے انجن کو منتخب کیا ہے' لیکن یہ ناشکری کرتے ہوئے ریل گاڑی کا ایک پچھلا ڈبہ بننے پر مصر ہیں اور خواب غفلت میں مدہوش دنیا کی رنگینیوں اور سحر

والوں سے رشتہ استوار کرنے میں ہر شخص فخر محسوس کرے' دنیا جہاں کی لذتیں میری دسترس میں ہوں۔ اس کوشش میں چاہے میں اللہ کی محبت کے سائے سے محروم ہو جاؤں' اللہ کے یہاں مغرور لکھ دیا جاؤں' اس کی نگاہوں سے گر جاؤں' مجھے پروا نہیں۔ لیکن طلب دنیا کی یہ چاہت اور دوڑ کتنا بھیانک انجام رکھتی ہے' کاش کہ یہ اسے بھی سمجھ لیں۔

اور کاش یہ بھی سمجھ لیں کہ اہلحدیث کے سوا کوئی دوسرا یا تیسرا اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تم اہلحدیث ہی قرآن و سنت سے خالص وابستگی رکھتے ہو اور تم ہی محسوس کر سکتے ہو کہ دشمن کس کس بھیس میں حملہ آور ہے کہیں قرآن و سنت کا لیبل لگا کر اور کہیں معاشی خوشحالی کا نعرہ بلند کر کے نظریاتی سرحدوں پر شب خون مارنا چاہے گا لہٰذا اس کا دفاع تم ہی کر سکتے ہو اور تمہارے سوا ان سرحدوں کی نگہبانی کوئی نہیں کر سکتا لیکن افسوس کہ تم نے دوسروں سے توقعات لگائی ہیں، تم نے اپنا یہ ذہن بنالیا ہے کہ ہم تو کم تعداد میں ہیں، اگر منظم بھی ہو جائیں تو بھی کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اس منصب کی ادائیگی کے قابل بنانے کے بجائے دوسروں کے ہمرکاب ہو کر سرحدوں کا دفاع چاہتے ہو اور انہی کے نظریات کے مطابق تعمیرِ وطن چاہتے ہو اور اپنے آپ کو یوں مطمئن کر لیتے ہو کہ کیا ہوا جو یہ تعمیر بالکل سچے نظریے اور عین قرآن و سنت کے نظریے پر مبنی نہیں، کم از کم کفریہ، باطل اور سیکیولر عقائد کے بجائے

اسلام سے قریب اور فقہ کے مطابق تو ہے مگر شاید تمہیں معلوم نہیں کہ کفر کی حکومت سے ظلم کی حکومت زیادہ بری ہے، اور کسی بھی فقہ کا نفاذ اس ملک کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانانِ پاکستان کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہوگا کیا تم نہیں جانتے کہ یہاں فقہوں کے سہارے کیا خرافات ایجاد کی گئی ہیں اور انسانیت کے ساتھ وہ ظلم ہوا ہے جس کا مداوا چاہیں، تو بھی ممکن نہیں۔ کیا بدعات، خرافات کونڈے اور پلا ؤ شرعی امور کی صورت میں ہمارے سامنے نہیں؟ کیا یہ سب خرافات دین ہیں؟ فقہ کی برکت سے یہ ہی فتنہ نازل ہوگا کہ برائی کا احساس بھی ختم ہو جائے گا، جبکہ کفر کی حکومت میں

برائی واضح نظر آتی ہے اور اس کے برے ہونے کا احساس زندہ ہوتا ہے۔ کاش کہ ہم اپنا مرتبہ جانیں اور دوسروں پر انحصار کے بجائے خود میدانِ عمل میں نکلیں!

اے کاش! کہ ہم جغرافیائی سرحدوں سے زائد نظریاتی سرحدوں کی اہمیت کو سمجھیں اور بجائے جغرافیائی سرحدوں کی آزادی کی جدوجہد کے، اسلامی نظریہ کے تحفظ اور اس کے خلاف عمل پیرا قوتوں کو شکست دینے کی اپنے اندر صلاحیت و اہلیت پیدا کریں۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنی قوت و توانائی اور وسائل کو محض کسی خطہ زمین پر سے کفر کی قوتوں کو پیچھے دھکیلنے پر صرف کریں، اسلام کے آفاقی نظریہ کی سربلندی اور اس کے غلبے کے لئے جدوجہد کریں اور قرآن و سنت کے نظریے کی جدوجہد تب ہی پایہ تکمیل کو پہنچے گی، جب کسی بھی مملکت کا اقتدار سلفی العقیدہ لوگوں کے ہاتھوں میں آجائے گا۔ اس نتیجہ سے پہلے اپنی جدوجہد کو لپیٹ کر کسی دوسری جغرافیائی سرحد کے تحفظ کے لئے جانا محض لڑائی کا جنون اور قتال برائے قتال تو کہلا سکتا ہے، مگر جہاد فی سبیل اللہ نہیں۔ کیونکہ جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد قرآنِ مجید میں نہایت واضح بیان ہوا ہے کہ "وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله" اور قتال (جہاد) اس وقت تک کیا جائے جب تک کہ فتنہ مٹ نہ جائے اور دین تمام کا تمام اللہ کے لئے خالص نہ ہو جائے، یعنی خدشہ موجود ہے کہ دین میں ملاوٹ ہوگی، اسلام کے نام پر فقہی اور سیکیولر سوچ کے لوگ زمامِ کار سنبھالنے کے لئے آگے بڑھیں گے، ایسی صورت میں نہ تو فتنہ ختم ہوگا اور نہ دین اللہ کے لئے خالص ہوگا۔ لہٰذا قتال و جہاد کا یہ ہی تقاضا ہے کہ اقتدار سلفی العقیدہ لوگوں کے اختیار میں آجائے۔ لیکن اگر قتال کے نتیجے میں کھلا باطل بھاگ جائے، مگر سیکیولر اور دین میں ملاوٹ کرنے والے لوگوں

کے اختیار میں مملکت کا اقتدار آئے اور ایسی صورت میں سلفی مجاہد وہاں اپنا جہاد بند کر کے کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جائیں' تو ایسا جہاد و قتال جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے ہوا نہ کہ اسلامی نظریے کے تحفظ اور نفاذ کے لئے ......

افسوس! کہ آج بھی اہلحدیث نوجوانوں کی ایک فعال تعداد کو جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے لے جایا جارہا ہے۔ دراصل انہیں مس گائیڈ کیا گیا ہے' یہ باور کرایا گیا ہے کہ تمہارے اس اقدام سے اسلام کو فتح ہوگی' چہار عالم میں اسلامی نظریہ کی بالادستی ہوگی۔ خطیبانہ جوش و خروش کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مثالیں پیش کی جائیں' جہاد و قتال کی فرضیت و فضیلت پر قرآن و احادیث کی دلیلیں فراہم کی جائیں' تو پھر کس طرح ایک سلفی نوجوان جہاد کے لئے نکلنے سے سرمو انحراف کر سکتا ہے۔ اگر ان نوجوانوں کو معلوم ہو جائے کہ ہماری جدوجہد کے نتیجے کچھ اس سے مختلف کشمیر کے محاذ سے حاصل کر سکیں گے؟ خدارا ہوش کے ناخن لو! اور ایسی جدوجہد اپناؤ جس سے واقعی میں دین اسلام اللہ کے لئے خالص ہو جائے اور ایسی حکمت عملی اپناؤ کہ محض کفر کی فوجیں ہی پیچھے نہ ہٹیں' بلکہ ہر قسم کی غیر اسلامی اور نیم اسلامی قوتیں زیر نگیں آجائیں۔

کاش! نظریاتی سرحدوں کے محافظوں کو اس حقیقت کا بھی ادراک حاصل ہو جائے کہ دفاع محض نفری (اہلحدیث کی تعداد) بڑھانے سے نہیں' پہلے سے موجود نفری کی بیداری اور ان کی صحیح سمت میں جدوجہد سے ممکن ہے۔ کسی بڑے کام کی انجام دہی کے لئے زیادہ سے زیادہ افراد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے' اور وہ کام قرآن و حدیث کا نفاذ اس کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا مقابلہ ہو تو افرادی قوت میں اضافہ نہایت ناگزیر ہوتا ہے کہ اس طرح ہر ہر محاذ پر مقابلہ کیا جاسکتا ہے' لیکن اس کے لئے ضروری

جب کبھی کسی قوم کی اپنے نظریئے سے وابستگی میں یا اسکی صداقت پر یقین میں کمزوری واقع ہوئی تو نتیجتاً" وہ قوم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر زوال پذیر ہو گئی۔

میں یہاں' پاکستان میں رائج مغربی جمہوری نظام رائج ہوگا' یا کوئی فقہ نافذ کردی جائے گی' تو وہ کبھی ان محاذوں پر اپنے خون کے نذرانے پیش نہ کریں۔

مقام فکر ہے ان لیڈروں کے لئے جو اپنے مفادات اور مخصوص سوچ کی بناء پر نوجوان کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں' کیا کبھی ان لیڈروں نے اپنے بچوں کو محاذوں پر بھیجا؟ کیا کبھی اپنی گولی سے کسی کیمونسٹ یا ہندو کو ہلاک کیا؟ کیا یہ افغانستان میں اپنے کردار اور طرز عمل سے جو حاصل کر آئے ہیں' وہ ہے کہ نئے آنے والے افراد نیا محاذ سنبھالیں' ایسا اسی صورت ممکن ہو گا کہ پہلے سے موجود افراد اپنے اپنے محاذوں پر بھرپور کردار ادا کر رہے ہوں' اگر پہلے سے موجود افراد اپنے اپنے فرائض اور امور انجام نہیں دے رہے ہوں' اس میں کوتاہی کا مظاہرہ کر رہے ہوں' تو ایسے افراد جنہیں اپنے لوگوں کی کمزوریوں کا احساس ہو اور وہ کسی قدر فعال ہوں' ان کی ترجیح یہ ہی ہونی چاہئے کہ وہ ان کی بے رغبتی اور کوتاہی کو دور کریں' انہیں ان کے فرائض سے آگاہ کریں' ان

میں تحریکِ عمل پیدا کریں۔لیکن اگر وہ ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے بجائے نئے اہلحدیث بنانے پر اپنی توانائیاں صرف کرنا شروع کر دیں گے تو اس سے معمولی فائدہ تو ہوگا کہ غیر فعال اہلحدیث ان کی کوششوں کو سراہیں گے کیوں کہ آپ نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ کر نئے افراد کو ٹارگٹ بنالیا اور انہیں خود بھی اطمینان حاصل ہوگا کہ کتنے لوگ راہِ راست پر آرہے ہیں اور ان کے عقائد سنور رہے ہیں مگر غیر معمولی نقصان یہ ہوگا کہ تھوڑے ہی عرصے بعد نئے اہلحدیث بھی پرانوں کی دیکھا دیکھی غیر فعال اور روایتی بنتے چلے جائیں گے یعنی جس جدوجہد سے پہلے سے موجود سرمایہ قابلِ استعمال ہو سکتا تھا اب اس ناقابلِ استعمال سرمایے میں مزید اضافہ ہو چکا ہے۔ کاش کہ ہم پہلے سے موجود سرمائے کو قابلِ استعمال بنانے کی جدوجہد اپنائیں ان میں تنظیم پیدا کرکے اتحاد و یگانگت قائم کریں ان کے کردار کو اجتماعی طرزِ عمل کو ایسا پرکشش بنائیں کہ مسلک کی حقانیت نکھر کر سامنے آجائے تو پھر کوئی اہلحدیث مسلمین میں جائے گا نہ کسی دوسری جماعت میں بلکہ تیزی سے مسلک پھیلے گا۔ ہر نیا اہلحدیث پرانے اہلحدیث سے پرانا اہلحدیث نئے اہلحدیث سے تقویت حاصل کرتا ہوا قرآن و سنت کے غلبے اور نفاذ کے لئے سرگرم ہوگا۔ اور اسلامی نظریاتی سرحدیں مطمئن ہوں گی کہ ان کے محافظ بیدار ہیں اور صرف حفاظت کا فریضہ ہی انجام نہیں دے رہے بلکہ اس نظریے کی سچائی کو ساری دنیا میں روشناس کرانے کے لئے مستعد اور متحرک ہیں۔

زبان کا استعمال

عاقل کی زبان اس کی عقل کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے یعنی عاقل کی جگہ مومن اور احمق کی جگہ منافق استعمال ہوتا ہے۔

یعنی مومن بات کہنے سے پہلے سوچتا ہے کہ جو بات میں کہنے جارہا ہوں وہ حلال ہے یا حرام؟ اگر حرام ہے تو چپ ہو جاتا ہے اور اگر حلال ہے تو جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر ناجائز ہو تو نہیں کہتا اگر جائز ہے تو مفید ہے یا غیر؟ غیر مفید ہو تو چپ ہو جاتا ہے اگر مفید ہے تو اس مفید بات کے کہنے کا وقت ہے یا نہیں اگر وقت نہیں ہے تو چپ ہو جاتا ہے اگر وقت ہے تو کیا سننے والا اس بات سے فائدہ اٹھائے گا یا کوئی اہمیت نہ دے گا؟ اگر اہمیت دے گا تو وہ بات کہہ دے گا امر بالمعروف کے تحت اور جب اتنے سوال سوچے جائیں گے تو انسان خود بخود فضول اور حرام بات سے بچ جائے گا۔ جب بولے گا تو لوگ بات کو اہمیت دیں گے۔

مرسلہ رعنا تبسم

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل ممکن نہ ہوگی ——— شکریہ!

(مینجر)